بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

ماہنامہ

جماعت احمدیہ

اخبار احمدیہ

جرمنی

جرمنی کا ترجمان

نگران: مبارک احمد تنویر، انچارج شعبہ تصنیف   مدیر: حامد اقبال

جلد نمبر 18 شمارہ نمبر 06۔ ماہ احسان 1392 ہجری شمسی بمطابق جون 2013ء

قرآن کریم

یٰۤاَیُّھَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوا اسۡتَجِیۡبُوۡا لِلّٰہِ وَ لِلرَّسُوۡلِ اِذَا دَعَاکُمۡ لِمَا یُحۡیِیۡکُمۡ

(الانفال:25)

ترجمہ: اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ اور رسول کی آواز پر لبیک کہا کرو جب وہ تمہیں بلائے تا کہ وہ تمہیں زندہ کرے

حدیث مبارکہ

عَنِ بْنِ عَبَاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُ قَالَ قِیۡلَ یَا رَسُوۡلَ اللّٰہِ اَیُّ جُلَسَائِنَا خَیۡرٌ قَالَ مَنۡ ذَکَّرَکُمُ اللّٰہَ رُؤۡیَتُہٗ وَ زَادَ فِیۡ عِلۡمِکُمۡ مَنۡطِقُہٗ۔ وَ ذَکَّرَکُمۡ بِالۡاٰخِرَۃِ عَمَلُہٗ

ترجمہ:"حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ سے دریافت کیا گیا کہ کس کے پاس بیٹھنا (دینی لحاظ سے) بہتر ہے آپ ﷺ نے فرمایا۔ ایسے شخص کے پاس بیٹھنا مفید ہے جس کو دیکھنے کی وجہ سے تمہیں خدا یاد آوے۔ جس کی باتوں سے تمہارے علم میں اضافہ ہو اور جس کے عمل کو دیکھ کر تمہیں آخرت کا خیال آئے"

(الترغیب و الترھیب ۔الترغیب فِیۡ مجالسۃ العلماء صفحۃ 76/1۔بحوالہ حدیقۃ الصالحین صفحہ :130)

اقتباس حضرت مسیح موعود علیہ السلام

"اصلاح نفس کی ایک راہ اللہ تعالیٰ نے یہ بتائی ہے۔ کُوۡنُوۡا مَعَ الصّٰدِقِیۡنَ(التوبۃ:۱۱۹) یعنی جو لوگ قولی، فعلی، عملی اور حالی رنگ میں سچائی پر قائم ہیں ان کے ساتھ رہو اس سے پہلے فرمایا یٰۤاَیُّھَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ (التوبۃ:۱۱۹) یعنی ایمان والو۔ تقویٰ اللہ اختیار کرو۔ اس سے یہ مراد ہے کہ پہلے ایمان ہو پھر سنت کے طور پر بدی کی جگہ کو چھوڑ دے اور صادقوں کی صحبت میں رہے صحبت کا بہت بڑا اثر ہوتا ہے جو اندر ہی اندر ہوتا چلا جاتا ہے اگر کوئی شخص ہر روز کنجریوں کے ہاں جاتا ہے اور پھر کہتا ہے کہ کیا مَیں زنا کرتا ہوں؟ اس سے کہنا چاہئیے کہ ہاں تو کرے گا اور وہ ایک نہ ایک دن اس میں مبتلا ہو جاوے گا کیونکہ صحبت میں تاثیر ہوتی ہے۔ اسی طرح پر جو شخص شراب خانہ میں جاتا ہے خواہ وہ کتنا ہی پرہیز کرے اور کہے کہ میں نہیں پیتا ہوں لیکن ایک دن آئے گا کہ وہ ضرور پئے گا۔------

غرض یہ بڑی ہی بدنصیبی ہے اور انسان اس کے سبب محروم ہو جاتا ہے اسی واسطے اللہ تعالیٰ نے یہ حکم دیا تھا کُوۡنُوۡا مَعَ الصّٰدِقِیۡنَ(التوبۃ:۱۱۹) اس میں بڑا نکتہ معرفت یہی ہے کہ چونکہ صحبت کا اثر ضرور ہوتا ہے اس لیے ایک راستباز کی صحبت میں رہ کر انسان راستبازی سیکھتا ہے اور اس کے پاک انفاس کا اندر ہی اندر اثر ہونے لگتا ہے جو اس کو خدا تعالیٰ پر ایک سچا یقین اور بصیرت عطا کرتا ہے اس صحبت میں صدق دل سے رہ کر وہ خدا تعالیٰ کی آیات اور نشانات کو دیکھتا ہے جو ایمان کو بڑھانے کے ذریعے ہیں۔ (الحکم جلد ۸ نمبر ۱ صفحہ ۲ تا ۴ مورخہ ۱۰؍جنوری ۱۹۰۴ء)

جب انسان ایک راستباز اور صادق کے پاس بیٹھتا ہے تو صدق اس میں کام کرتا ہے لیکن جو راستبازوں کی صحبت کو چھوڑ کر بدوں اور شریروں کی صحبت کو اختیار کرتا ہے تو ان میں بدی اثر کرتی جاتی ہے اسی لیے احادیث اور قرآن شریف میں صحبتِ بد سے پرہیز کرنے کی تاکید اور تہدید پائی جاتی ہے اور لکھا ہے کہ جہاں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اہانت ہوتی ہو اس مجلس سے فی الفور اٹھ جاؤ ورنہ جو اہانت سن کر نہیں اٹھتا اس کا شمار بھی ان میں ہی ہوگا۔

صادقوں اور راستبازوں کے پاس رہنے والا بھی ان میں ہی شریک ہوتا ہے اس لیے کس قدر ضرورت ہے اس امر کی کہ انسان کُوۡنُوۡا مَعَ الصّٰدِقِیۡنَ کے پاک ارشاد پر عمل کرے حدیث شریف میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ ملائکہ کو دنیا میں بھیجتا ہے وہ پاک لوگوں کی مجلس میں آتے ہیں اور جب واپس جاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان سے پوچھتا ہے کہ تم نے کیا دیکھا وہ کہتے ہیں کہ ہم نے ایک مجلس دیکھی ہے جس میں تیرا ذکر کر رہے تھے مگر ایک شخص ان میں سے نہیں تھا تو اللہ تعالے فرماتا ہے کہ نہیں وہ بھی اُن میں ہی سے ہے کیونکہ اِنَّھُمۡ قَوۡمٌ لَا یَشۡقٰی جَلِیۡسُھُمۡ۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ صادقوں کی صحبت سے کس قدر فائدے ہیں سخت بدنصیب ہے وہ شخص جو صحبت سے دُور رہے۔

(ملفوظات جلد سوم صفحہ:505۔507۔ ایڈیشن۔ انڈیا 2003)

حدیث

مجالسِ ذکر

عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ سَلَّمَ قَالَ اِنَّ لِلّٰهِ تَبَارَکَ وَتَعَالَی مَلَائِکَةً سَیَّارَةً فُضُلًا یَتَّبِعُوْنَ مَجَالِسَ الذِّکْرِ فَاِذَا وَجَدُوْا مَجْلِسًا فِیْهِ ذِکْرٌ قَعَدُوْا مَعَهُمْ وَحَفَّ بَعْضُهُمْ بَعْضًا بِاَجْنِحَتِهِمْ حَتّٰی یَمْلَئُوْا مَا بَیْنَهُمْ وَبَیْنَ السَّمَاءِ الدُّنْیَا فَاِذَا تَفَرَّقُوْا عَرَجُوْا وَصَعِدُوْا اِلَی السَّمَآءِ قَالَ: فَیَسْاَلُهُمُ اللّٰهُ عَزَّ وَ جَلَّ وَهُوَ اَعْلَمُ بِهِمْ مِنْ اَیْنَ جِئْتُمْ؟ فَیَقُوْلُوْنَ :جِئْنَا مِنْ عِنْدِ عِبَادٍ لَّکَ فِی الْاَرْضِ یُسَبِّحُوْنَکَ وَیُکَبِّرُوْنَکَ وَیُهَلِّلُوْنَکَ وَیَحْمَدُوْنَکَ وَیَسْاَلُوْنَکَ قَالَ: وَمَاذَا یَسْاَلُوْنِیْ؟ قَالُوا: یَسْاَلُوْنَکَ جَنَّتَکَ قَالَ:وَهَلْ رَاَوْا جَنَّتِیْ؟ قَالُوْا لَا ،اَیْ رَبِّ' قَالَ :فَکَیْفَ لَوْ رَاَوْا جَنَّتِیْ قَالُوْا:وَیَسْتَجِیْرُوْنَکَ قَالَ :وَمِمَّا یَسْتَجِیْرُوْنَنِیْ؟ قَالُوا:مِنْ نَارِکَ یَا رَبِّ' قَالَ: وَهَلْ رَاَوْا نَارِیْ؟ قَالُوْا: لَا ،قَالَ :فَکَیْفَ لَوْ رَاَوْا نَارِیْ؟ قَالُوْا:وَیَسْتَغْفِرُوْنَکَ' قَالَ :فَیَقُوْلُ قَدْ غَفَرْتُ لَهُمْ فَاَعْطَیْتُهُمْ مَا سَاَلُوْا وَاَجَرْتُهُمْ مِمَّا اسْتَجَارُوْا قَالَ :فَیَقُوْلُوْنَ رَبِّ فِیْهِمْ فُلَانٌ عَبْدٌ خَطَّاءٌ اِنَّمَا مَرَّ فَجَلَسَ مَعَهُمْ قَالَ : فَیَقُوْلُ :وَلَهٗ غَفَرْتُ هُمُ الْقَوْمُ لَا یَشْقٰی بِهِمْ جَلِیْسُهُمْ

(مسلم کتاب الذکر باب فضل مجالس الذکر)

ترجمہ:

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا- اللہ تعالیٰ کے کچھ بزرگ فرشتے گھومتے رہتے ہیں اورانہیں ذکر کی مجالس کی تلاش رہتی ہے- جب وہ کوئی ایسی مجلس پاتے ہیں جس میں اللہ تعالیٰ کا ذکر ہورہا ہوتو وہاں بیٹھ جاتے ہیں اور پروں سے اس کوڈھانپ لیتے ہیں- ساری فضا ان کے اس سایہ برکت سے معمور ہوجاتی ہے- جب لوگ اس مجلس سے اٹھ جاتے ہیں تو وہ بھی آسمان کی طرف چڑھ جاتے ہیں- وہاں اللہ تعالیٰ ان سے پوچھتا ہے- حالانکہ وہ سب کچھ جانتا ہے- کہاں سے آئے ہو؟ وہ جواب دیتے ہیں- ہم تیرے بندوں کے پاس سے آئے ہیں جو تیری تسبیح کررہے تھے‘ تیری بڑائی بیان کررہے تھے‘ تیری عبادت میں مصروف تھے اور تیری حمد میں رطب اللسان تھے اور تجھ سے دعائیں مانگ رہے تھے- اس پر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ مجھ سے کیا مانگتے ہیں؟ اس پر فرشتے عرض کرتے ہیں کہ وہ تجھ سے تیری جنت مانگتے ہیں- اللہ تعالیٰ اس پر کہتا ہے- کیا انہوں نے میری جنت دیکھی ہے؟ فرشتے کہتے ہیں- نہیں‘ اے میرے رب- انہوں نے تیری جنت دیکھی تو نہیں- اللہ تعالیٰ کہتا ہے: ان کی کیا کیفیت ہوگی اگر وہ میری جنت کو دیکھ لیں- پھر فرشتے کہتے ہیں وہ تیری پناہ چاہتے ہیں- اللہ تعالیٰ اس پر کہتا ہے وہ کس چیز سے میری پناہ چاہتے ہیں؟ فرشتے اس پر کہتے ہیں تیری آگ سے وہ پناہ چاہتے تھے- اللہ تعالیٰ کہتا ہے کیا انہوں نے میری آگ دیکھی ہے؟ فرشتے کہتے ہیں دیکھی تو نہیں- خدا تعالیٰ فرماتا ہے- ان کا کیا حال ہوتا اگر وہ میری آگ کو دیکھ لیں؟ پھر فرشتے کہتے ہیں وہ تیری بخشش طلب کرتے تھے- اس پر اللہ تعالیٰ کہتا ہے میں نے انہیں بخش دیا اور انہیں وہ سب کچھ دیا جو انہوں نے مجھ سے مانگا- اور میں نے ان کو پناہ دی جس سے انہوں نے میری پناہ طلب کی- اس پر فرشتے کہتے ہیں: اے ہمارے رب! ان میں فلاں غلط کار شخص بھی تھا وہ وہاں سے گزرا اور ان کو ذکر کرتے ہوئے دیکھ کر تماش بین کے طور پر ان میں بیٹھ گیا- اس پر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں نے اس کو بھی بخش دیا کیونکہ یہ ایسے لوگ ہیں کہ ان کے پاس بیٹھنے والا بھی محروم اور بدبخت نہیں رہتا-

مشعلِ راہ

نصائح جو کی جاتی ہیں۔ نیکیوں کے معیار بلند کرنے کے لئے ہوتی ہیں

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 22 جولائی 2011 کو اپنے خطبہ جمعہ میں جلسہ سالانہ پر آنے والوں کو نصائح کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

’’ہمیں ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ اس حسین معاشرے کی بنیاد جو اسلام قائم کرنا چاہتا ہے اللہ اور رسول کی اطاعت اور اولوالامر کی اطاعت میں ہے۔ پس جتنے جتنے اطاعت کے معیار ہوں گے، یا بلند ہوتے چلے جائیں گے اُتنی ہی باتوں کو سننے اور عمل کرنے کی طرف توجہ پیدا ہوتی چلی جائے گی۔ پس ہر آنے والے کو یاد رکھنا چاہئے کہ ہم نے اطاعت کے معیار بھی بلند کرنے ہیں اور اس کے لئے کوشش بھی کرنی ہے تاکہ ہمارے پاؤں، ہمارے قدم پیچھے کی طرف نہ پھسلنے شروع ہوجائیں، تاکہ ہم جلسے کے فیض سے فیضیاب ہو سکیں۔۔۔۔‘‘

فرمایا:

’’اللہ تعالیٰ کا جماعت پر یہ بڑا فضل ہے کہ 99.99 فیصد لوگ بات سنتے ہیں، ہدایات سنتے ہیں تو اس پر عمل کرنے کی بھی کوشش کرتے ہیں۔ چند ایک ایسے ہوتے ہیں جو ہٹ دھرمی دکھاتے ہیں۔ پس ایسے لوگوں کو بھی چاہئے کہ اعلیٰ اخلاق کا نمونہ دکھائیں اور جماعت کا جو حسن ہے اس کو اور نکھارنے کی کوشش کریں۔ اگر ایسے لوگوں کو نصیحت کی جاتی ہے تو یہ نہیں سمجھنا چاہئے کہ کیا ضرورت ہے کہ معمولی لوگوں کی بات کو اتنا اُبھار کر پیش کیا جائے۔ یہ جو چند ایک لوگ ہیں، ان کو جو نصائح کی جاتی ہیں وہ بھی فائدہ مند ہوجاتی ہیں۔ اس لئے آنحضرت ﷺ نے اپنے صحابہؓ کو جو نصائح فرمائیں تو مجموعی طور پر صحابہؓ کے عمل کو دیکھ کر نہیں فرمائی تھیں بلکہ کسی ایک آدھ کے عمل کو دیکھ کر ہی فرمائی ہوں گی۔ صحابہؓ میں سے اکثریت نیکی اور تقویٰ کے اعلیٰ معیاروں پر پہنچی ہوئی تھی، بلکہ مہاجرین جب ہجرت کرکے مدینہ میں آئے تو ایک لمبا عرصہ انصار نے ان کی ایسی خدمت کی جس کی مثال ہی نہیں ملتی، بے شک یہ کہا جا سکتا ہے کہ وہ تو بھائی بھائی بن گئے تھے۔ مؤاخات پیدا ہوگئی تھی اور گھر کے فرد کی طرح تھے لیکن انصار کے رویے باوجود اس کے کہ وہ مہاجر مستقل حیثیت سے ہی رہنے لگ گئے تھے اور ایک رشتہ بھی قائم ہوگیا وہ ان کے ساتھ مہمانوں والا سلوک ہی کرتے تھے۔ اکثر اپنے سے بہتر خوراک وغیرہ کا انتظام اپنے مہاجر بھائیوں کے لئے کرتے تھے۔ لیکن ادھر مہاجروں کا بھی ایک رویہ تھا۔ ان میں ایسے تھے جو کہتے تھے کہ مہمان نوازی اس طرح نہ کرو۔ ہمیں اپنے حقوق میں سے اس طرح نہ دو، تم ہمیں بازار کا رستہ بتادو تاکہ ہم اپنے پاؤں پر کھڑے ہوویں اور خود کمائیں۔

(ماخوذ از اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابہ جلد 3 ذکر عبدالرحمٰن بن عوف صفحہ 377 دارالفکر بیروت 2003ء)

سو آنحضرت ﷺ باوجود اس کے کہ آپ کے صحابہ کی اکثریت نیکیوں پر قائم رہنے والی اور ہر بات کا خیال رکھنے والی تھی پھر بھی نصیحت فرماتے ہیں۔ اس لئے یہ نہیں سمجھنا چاہئے کہ چند ایک کی خاطر اتنی بڑی نصیحت کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ آنحضرت ﷺ اپنے صحابہ کو مستقل اعلیٰ اخلاق کی طرف توجہ دلاتے رہتے تھے اس لئے کہ ان کے معیار کم نہ ہوجائیں، یہ آنحضرت ﷺ کی قوتِ قدسی تھی جس نے ایسے اعلیٰ اخلاق دکھانے والے پیدا کئے، دونوں طرف سے ایسے اظہار کرنے والے پیدا کئے جن کی مثالیں نہیں ملتیں۔ اور پھر اس لئے بھی نصیحت ہوتی تھی کہ نئے آنے والے بھی جو میزبان بن رہے ہیں یا مہمان بن رہے ہیں ان کی تربیت کے لئے یہ باتیں سامنے لاکر ان کے نیکیوں کے معیار بلندتر کئے جائیں۔ پھر قرآن شریف بھی ہمیں فَاسْتَبِقُوا الْخَیْرَات (سورۃ البقرۃ: 149) کا حکم دیتا ہے کہ نیکیوں میں سبقت لے جانے والے بنو، یہ حکم ہے، ایک تو ان باتوں کی طرف توجہ دلانے سے ہر ایک کی نیکیوں میں بڑھنے کی توجہ پیدا ہوتی ہے، دوسرے یہ بھی کہ اگر نیکیوں میں آگے بڑھ رہے ہو اور دیکھ رہے ہو کہ میرا بھائی پیچھے رہ رہا ہے تو اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے بھی آگے لاؤ۔ نیکیوں کی سیڑھیوں پر چڑھ رہے ہو تو جہاں نیکیوں میں آگے بڑھنے والوں سے مقابلہ ہے وہاں پیچھے رہ جانے والوں کو بھی کوشش کرکے اوپر لانا ضروری ہے تاکہ من حیث القوم ترقی کی طرف قدم بڑھتے چلے جائیں اور کوئی ایسا خلق نہ رہ جائے جس میں ہم میں سے ایک بھی اپنی استعدادوں کے مطابق کوشش نہ کر رہا ہو۔ یہ خوبصورتی اور حُسن اُس وقت پیدا ہوسکتا ہے جب مومنین ایک جماعت کی صورت میں ہوں۔

پس جب نصائح کی جاتی ہیں، چھوٹی چھوٹی باتوں کی نشاندہی کی جاتی ہے تو یہ کسی کو شرمندہ کرنے کے لئے نہیں ہوتیں یا پھر جذبات کو ٹھیس پہنچانے کے لئے نہیں ہوتیں بلکہ ان کی نیکیوں کے معیار بلند کرنے کے لئے ہوتی ہیں‘‘

(الفضل انٹرنیشنل مؤرخہ 12 اگست 2011 تا 18 اگست 2011)

میں اسلام کو کیوں مانتا ہوں

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ

تقریر،نشر کردہ ریڈیو بمبئی مؤرخہ 19 فروری 1940ء

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

''مجھ سے بمبئی ریڈیو والوں نے یہ خواہش کی ہے کہ میں انہیں بتاؤں کہ میں اسلام کو کیوں مانتا ہوں؟ جب میں نے اپنے نفس سے یہی سوال کیا تو اس نے جواب دیا کہ اسی دلیل سے جس کی بناء پر کسی اور چیز کو مانتا ہوں یعنی اس لئے کہ وہ سچا ہے۔

اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ میرے نزدیک مذہب کا بنیادی مسئلہ خدا تعالیٰ کا وجود ہے۔ جو مذہب انسان اور خدا تعالیٰ میں سچا تعلق پیدا کرسکتا ہے وہ سچا ہے اور کسی چیز کا سچا ہونا اس پر ایمان لانے کی کافی دلیل ہے کیونکہ جو سچائی کو نہیں مانتا وہ جھوٹ کو ماننے پر مجبور ہے اور اپنا اور بنی نوع انسان کا دشمن ہے۔ اسلام یہ دعویٰ کرتا ہے کہ اس دنیا کا پیدا کرنے والا ایک زندہ خدا ہے۔ وہ موجودہ زمانہ میں بھی اسی طرح اپنے بندوں کیلئے ظاہر ہوتا ہے جس طرح سابق زمانہ میں۔ اس دعویٰ کو دو طرح ہی پرکھا جا سکتا ہے، یا تو اس طرح کہ خود متلاشی کیلئے خدا تعالیٰ کی قدرتیں ظاہر ہوں اور یا اس طرح کہ جس پر خدا تعالیٰ کا وجود ظاہر ہو اس کے حالات کو جانچ کر ہم اس کے دعویٰ کی سچائی کو معلوم کرلیں۔ چونکہ میں خدا تعالیٰ کے فضل سے ان صاحبِ تجربہ لوگوں میں سے ہوں جن کیلئے اللہ تعالیٰ نے اپنے وجود کو متعدد بار اور خارقِ عادت طور پر ظاہر کیا، اس لئے میرے لئے اس سے بڑھ کر کہ میں نے اسلام کی سچائی کو خود تجربہ کر کے دیکھ لیا ہے اور کسی دلیل کی ضرورت نہیں ہے مگر ان لوگوں کیلئے جنہیں ابھی یہ تجربہ حاصل نہیں ہوا میں وہ دلائل بیان کرتا ہوں جو ذاتی تجربہ کے علاوہ میرے اسلام پر یقین لانے کے موجب ہوئے ہیں۔

اوّل: میں اسلام پر اس لئے یقین رکھتا ہوں کہ وہ ان تمام مسائل کو جن کا مجموعہ مذہب کہلاتا ہے مجھ سے زبردستی نہیں منواتا بلکہ ہر امر کیلئے دلیل دیتا ہے۔ خدا تعالیٰ کا وجود، اس کی صفات، فرشتے، دعا، اس کا اثر، قضاء وقدر اور اس کا دائرہ، عبادت اور اس کی ضرورت، شریعت اور اس کا فائدہ، الہام اور اس کی اہمیت، بعث مابعد الموت، جنت، دوزخ، ان میں سے کوئی امر بھی ایسا نہیں جس کے متعلق اسلام نے تفصیلی تعلیم نہیں دی اور جسے عقلِ انسانی کی تسلی کے لئے زبردست دلائل کے ساتھ ثابت نہیں کیا۔ پس اس نے مجھے ایک مذہب ہی نہیں دیا بلکہ ایک یقینی علم بخشا ہے جس سے کہ میری عقل کو تسکین حاصل ہوتی ہے اور وہ مذہب کی ضرورت کو مان لیتی ہے۔

دوم: میں اسلام پر اس لئے یقین رکھتا ہوں کہ اسلام صرف قصوں پر اپنے دعووں کی بنیاد نہیں رکھتا بلکہ وہ ہر شخص کو تجربہ کی دعوت دیتا ہے اور کہتا ہے کہ ہر سچائی کسی نہ کسی رنگ میں اسی دنیا میں پرکھی جاسکتی ہے اور اس طرح وہ میرے دل کو اطمینان بخشتا ہے۔

سوم: میں اسلام پر اس لئے یقین رکھتا ہوں کہ اسلام مجھے یہ سبق دیتا ہے کہ خدا تعالیٰ کے کلام اور اس کے کام میں اختلاف نہیں ہوتا اور وہ مجھے سائنس اور مذہب کے جھگڑوں سے آزاد کردیتا ہے۔ وہ مجھے یہ نہیں سکھاتا کہ میں قوانینِ قدرت کو نظر انداز کردوں اور ان کے خلاف باتوں پر یقین رکھوں بلکہ وہ مجھے قوانین قدرت پر غور کرنے اور ان سے فائدہ اٹھانے کی تعلیم دیتا ہے اور کہتا ہے کہ چونکہ کلام نازل کرنے والا بھی خدا ہے اور دنیا کو پیدا کرنے والا بھی خدا ہے اس لئے اس کے فعل اور اس کے قول میں اختلاف نہیں ہوسکتا۔ پس چاہئے کہ تو اس کے کلام کو سمجھنے کیلئے اس کے فعل کو دیکھ اور اس کے فعل کو سمجھنے کیلئے اس کے قول کو دیکھ اور اس طرح اسلام میری قوتِ فکریہ کو تسکین بخشتا ہے۔

چہارم: میں اسلام پر اس لئے یقین رکھتا ہوں کہ وہ میرے جذبات کو کُچلتا نہیں بلکہ ان کی صحیح رہنمائی کرتا ہے۔ وہ نہ تو میرے جذبات کو مار کر میری انسانیت کو جمادیّت سے تبدیل کردیتا ہے اور نہ جذبات اور خواہشات کو بے قید چھوڑ کر مجھے حیوان کے مرتبہ پر گرادیتا ہے بلکہ جس طرح ایک ماہر انجنیئر آزاد پانیوں کو قید کر کے نہروں میں تبدیل کردیتا ہے اور بنجر علاقوں کو سرسبز وشاداب بنادیتا ہے اسی طرح اسلام بھی میرے جذبات اور میری خواہشات کو مناسب قیود کے ساتھ اعلیٰ اخلاق میں تبدیل کردیتا ہے۔ وہ مجھے یہ نہیں کہتا کہ خدا تعالیٰ نے تجھے محبت کرنے والا دل تو دیا ہے مگر ایک رفیق زندگی کے اختیار کرنے سے منع کیا ہے یا کھانے کے لئے زبان میں لذت اور دل میں خواہش تو پیدا کی ہے مگر عمدہ کھانوں کو تجھ پر حرام کردیا ہے بلکہ وہ کہتا ہے کہ تو محبت کر مگر پاک محبت اور جائز محبت، جو تیری نسل کے ذریعہ سے تیرے پاک ارادوں کو ہمیشہ کیلئے دنیا میں محفوظ کردے اور تو بے شک اچھے کھانے کھا مگر حد کے اندر رہ کر تا ایسا نہ ہو تُو تو کھائے مگر تیرا ہمسایہ بھوکا رہے۔ غرض وہ تمام طبعی تقاضوں کو مناسب قیود کے ساتھ طبعی تقاضوں کی حد سے نکال کر اعلیٰ اخلاق میں داخل کردیتا ہے اور میری انسانیت کی تسکین کا موجب ہوتا ہے۔

پنجم: پھر میں اسلام پر اس لئے یقین رکھتا ہوں کہ اس نے نہ صرف مجھ سے بلکہ سب دنیا ہی سے انصاف بلکہ محبت کا معاملہ کیا ہے۔ اس نے مجھے اپنے نفس کے حقوق ادا کرنے ہی کا سبق نہیں دیا بلکہ اس نے مجھے دنیا کی ہر چیز سے انصاف کی تلقین کی ہے اور اس کے لئے میری مناسب رہنمائی کی ہے۔ اس نے اگر ایک طرف ماں باپ کے حقوق بتائے ہیں اور اولاد کو ان سے نیک سلوک کرنے بلکہ انہیں اپنے ورثہ میں حصہ دار قرار دینے کی تعلیم دی ہے تو دوسری طرف انہیں بھی اولاد سے نیک سلوک کرنے، انہیں تعلیم دلانے، اعلیٰ تربیت کرنے، اچھے اخلاق سکھانے اور ان کی صحت کا خیال رکھنے کا حکم دیا ہے اور انہیں والدین کا ایک خاص حد تک وارث قرار دیا ہے۔ اسی طرح اس نے میاں بیوی کے درمیان بہترین تعلقات قائم کرنے کے لئے احکام دیئے ہیں اور انہیں آپس میں نیک سلوک کرنے اور ایک دوسرے کے جذبات کا خیال رکھنے کا حکم دیا ہے۔ وہ کیا ہی زرّیں فقرہ ہے جو اس بارے میں بانیٔ اسلام نے فرمایا ہے کہ وہ شخص کس طرح انسانی فطرت کے حسن کو بھول جاتا ہے جو دن کو اپنی بیوی کو مارتا اور رات کو اس سے پیار کرتا ہے۔ اور فرمایا تم میں سے بہتر اخلاق والا وہ شخص ہے جو اپنی بیوی سے اچھا سلوک کرتا ہے[1] اور پھر فرمایا عورت شیشہ کی طرح نازک مزاج ہوتی ہے۔ تم جس طرح نازک شیشہ کو استعمال کرتے ہوئے احتیاط کرتے ہو اسی طرح عورتوں سے معاملہ کرتے ہوئے احتیاط سے کام لیا کرو۔[2]

پھر اس نے لڑکیوں کے حقوق کو بھی نظر انداز نہیں کیا۔ انہیں تعلیم دلانے پر خاص زور دیا ہے اور فرمایا ہے جو اپنی لڑکی کو اچھی تعلیم دیتا ہے اور اس کی اچھی تربیت کرتا ہے اس کے لئے جنت واجب ہو گئی[3]۔ اور وہ لڑکیوں کو بھی ماں باپ کی جائیداد کا وارث قرار دیتا ہے۔

پھر اس نے حکام سے بھی انصاف کیا ہے اور رعایا سے بھی۔ وہ حاکموں سے کہتا ہے کہ حکومت تمہاری جائیداد نہیں، بلکہ ایک امانت ہے پس تم ایک شریف آدمی کی طرح اس امانت کو پوری طرح ادا کرنے کا خیال رکھو اور رعایا کے مشورہ سے کام کیا کرو اور رعایا سے کہتا ہے کہ حکومت خدا تعالیٰ نے ایک نعمت کے طور پر تم کو دی ہے اپنے حاکم انہیں چنو، جو حکومت کرنے کے اہل ہوں[4] اور پھر ان لوگوں کا انتخاب کر کے ان سے پورا تعاون کرو اور بغاوت نہ کرو کیونکہ اس طرح تم اپنا گھر بنا کر اپنے ہی ہاتھوں اس کو برباد کرتے ہو۔ اور اس نے مالک اور مزدور کے حقوق کا بھی انصاف سے فیصلہ کیا ہے۔ وہ مالک سے کہتا ہے کہ جب تو کسی کو مزدوری پر لگائے تو اس کا حق پورا دے اور اس کا پسینہ خشک ہونے سے پہلے مزدوری ادا کر[5] اور جو تیرا دستِ نگر ہو اسے ذلیل مت سمجھ کیونکہ وہ تیرا بھائی ہے جس کی نگرانی اللہ تعالیٰ نے تیرے ذمہ لگائی ہے اور اسے تیری تقویت کا موجب بنایا ہے۔ پس تو اپنی طاقت کو نادانی سے آپ ہی نہ توڑ اور مزدور سے کہا ہے کہ جب تو کسی کا کام اُجرت پر کرتا ہے تو اس کا حق دیانتداری سے ادا کر اور سُستی اور غفلت سے کام نہ لے۔ اور وہ جسمانی صحت اور طاقت کے مالکوں سے کہتا ہے کہ کمزوروں پر ظلم نہ کرو اور جسمانی نقص والوں پر ہنسو نہیں بلکہ شرافت یہ ہے کہ تیرے ہمسایہ کی کمزوری تیرے رحم کو ابھارے

Vol. 18 Monthly **Akhbar-e-Ahmadiyya** Germany Issue 06
Ahmadiyya Muslim Jamaat, National Shoba Tasneef, , Genfer Str.11, 60437 Frankfurt/M, Tel:069-50688652, Email:akhbar.ahmadiyya@hotmail.com

نہ کہ تجھے اس پر ہنسائے۔

اور وہ امیروں سے کہتا ہے کہ غریبوں کا خیال رکھو اور اپنے مالوں میں سے چالیسواں حصہ ہر سال حکومت کو دو، تا وہ اسے غرباء کی ترقی کیلئے خرچ کرے اور جب کوئی غریب تکلیف میں ہو تو اسے سُود پر روپیہ دے کر اس کی مشکلات کو بڑھاؤ نہیں بلکہ اپنے اموال سے اس کی مدد کرو کیونکہ اس نے تمہیں دولت اس لئے نہیں دی کہ تم عیاشی کی زندگی بسر کرو بلکہ اس لئے کہ اس کے ذریعہ سے دنیا کی ترقی میں حصہ لے کر اپنے لئے ثوابِ دارین کماؤ مگر وہ غریب سے بھی کہتا ہے کہ اپنے سے امیر کے مال پر لالچ اور حرص سے نگاہ نہ ڈال کہ یہ تیرے دل کو سیاہ کر دیتا ہے اور صحیح قوتوں کے حصول سے محروم کر دیتا ہے بلکہ تم خدا تعالیٰ کی مدد سے اپنے اندر وہ قوتیں پیدا کرو جن سے تم کو بھی ہر قسم کی ترقی حاصل ہو اور حکومت کو ہدایت دیتا ہے کہ غرباء کی اس جدوجہد میں ان کی مدد کرے اور ایسا نہ ہونے دے کہ مال اور طاقت صرف چند ہاتھوں میں محدود ہو جائے۔

اور وہ ان لوگوں سے جن کے باپ دادوں نے کوئی بڑا کام کر کے عزت حاصل کر لی تھی جس سے ان کی اولاد بھی لوگوں میں معزز ہو گئی کہتا ہے کہ تمہارے باپ دادوں کو اچھے کاموں سے عزت ملی تھی تم بھی اچھے کاموں سے اس عزت کو قائم رکھو اور دوسری قوموں کو ذلیل اور ادنیٰ نہ سمجھو کہ خدا نے سب انسانوں کو برابر بنایا ہے اور یاد رکھو کہ جس خدا نے تمہیں عزت دی ہے وہ اس دوسری قوم کو بھی عزت دے سکتا ہے پس اگر تم نے ان پر ظلم کیا تو کل کو وہ قوم تم پر ظلم کرے گی، سو دوسروں پر بڑائی جتا کر فخر نہ کرو بلکہ دوسروں کو بڑا بنا کر فخر کرو کیونکہ بڑا وہی ہے جو اپنے گرے ہوئے بھائی کو اُٹھاتا ہے۔ اور وہ کہتا ہے کہ کوئی ملک دوسرے ملک سے اور کوئی قوم دوسری قوم سے دشمنی نہ کرے اور ایک دوسرے کا حق نہ مارے بلکہ سب مل کر دنیا کی ترقی کیلئے کوشش کریں اور ایسا نہ ہو کہ بعض قومیں اور ملک اور افراد آپس میں مل کر بعض دوسری قوموں اور ملکوں اور افراد کے خلاف منصوبہ کریں بلکہ یوں ہو کہ قومیں اور ملک اور افراد آپس میں یہ معاہدے کریں کہ وہ ایک دوسرے کو ظلم سے روکیں گے اور دوسرے ملکوں اور قوموں اور افراد کو ابھاریں گے۔

غرض مَیں دیکھتا ہوں کہ اس دنیا کے پردہ پر مَیں اور میرے پیارے کوئی بھی ہوں کیا ہوں اور کچھ بھی ہوں اسلام ہمارے لئے امن اور آرام کے سامان پیدا کرتا ہے۔ میں اپنے آپ کو جس پوزیشن میں بھی رکھ کر دیکھتا ہوں مجھے معلوم ہوتا ہے کہ اسلامی تعلیم کی وجہ سے میں اس پوزیشن میں ہوتے ہوئے بھی ترقی اور کامیابی کی راہوں سے محروم نہیں ہو جاتا پس چونکہ میرا نفس کہتا ہے کہ اسلام میرے لئے اور میرے عزیزوں کے لئے اور میرے ہمسایوں کیلئے اور اس اجنبی کے لئے جسے میں جانتا تک نہیں اور عورتوں کے لئے اور مردوں کیلئے اور بزرگوں کیلئے اور خوردوں کیلئے اور غریبوں کیلئے اور امیروں کیلئے اور بڑی قوموں کیلئے اور ادنیٰ قوموں کیلئے اور ان کے لئے بھی جو اتحادِ اُمم چاہتے ہیں اور حُبُّ الوطنی میں سرشاروں کیلئے بھی یکساں مفید اور کارآمد ہے اور میرے لئے اور میرے خدا کے درمیان یقینی رابطہ اور اتحاد پیدا کرتا ہے۔ پس میں اس پر یقین رکھتا ہوں اور ایسی چیز کو چھوڑ کر اور کسی چیز کو مَیں مان بھی کیونکر سکتا ہوں"۔

(ریویو آف ریلیجنز مارچ ۱۹۴۰ء صفحہ ۲۶ تا ۳۱۔ انوارالعلوم جلد 15 صفحہ 605 تا 611)

۱؎ ابن ماجه كتاب النكاح باب حسن معاشرة النساء

۲؎ بخاری كتاب الادب باب المَعَاريضُ مندوحة عَنِ الكذب

۳؎ ترمذی كتاب البر والصلة باب ماجاء فی النفقة علی البنات

٤؎ إِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تُؤَدُّوا الْأَمٰنٰتِ إِلٰى أَهْلِهَا ۙ وَإِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ أَنْ تَحْكُمُوا بِالْعَدْلِ ۚ إِنَّ اللّٰهَ نِعِمَّا يَعِظُكُمْ بِهٖ ۗ إِنَّ اللّٰهَ كَانَ سَمِيعًا بَصِيرًا ﴿۵۹﴾

۵؎ ابن ماجه كتاب الرهون باب اجر الاجراء

کلام حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ

پھول تم پر فرشتے نچھاور کریں

آئے وہ دن کہ ہم جن کی چاہت میں گنتے تھے دن اَپنی تسکین جاں کے لئے
پھر وہ چہرے ہویدا ہوئے جن کی یادیں قیامت تھیں قلب تپاں کے لئے
جن کے اخلاص اور پیار کی ہر اَدا ، بے غرض ، بے ریا ، دل نشیں ، دل رُبا
بے صدا جن کی آنکھوں کا کرب و بلا ، کربلا ہے دل عاشقاں کے لئے
پیار کے پھول دل میں سجائے ہوئے ، نور ایماں کی شمعیں اٹھائے ہوئے
قافلے دُور دیسوں سے آئے ہوئے ، غمزدہ اک بدیس آشیاں کے لئے
دیر کے بعد اے دُور کی راہ سے آنے والو ! تمہارے قدم کیوں نہ لیں
میری ترسی نگاہیں کہ تھیں منتظر ، اِک زمانے سے اِس کارواں کے لئے
پھول تم پر فرشتے نچھاور کریں ، اور کشادہ ترقی کی راہیں کریں
آرزوئیں مری جو دُعائیں کریں ، رنگ لائیں مرے میہماں کے لئے
میرے آنسو تمہیں دیں رم زندگی ، دور تم سے کریں ہر غم زندگی
میہماں کو ملے جو دم زندگی ، وہی اَمرت بنے میزباں کے لئے
نور کی شاہراہوں پہ آگے بڑھو ، سال کے فاصلے لمحوں میں طے کرو
خوں بڑھے میرا تم جو ترقی کرو ، قرۃ العین ہو سارباں کے لئے
تم چلے آئے میں نے جو آواز دی ، تم کو مولیٰ نے توفیق پرواز دی
پر کریں ، پر شکستہ وہ کیا جو پڑے رہ گئے چشمک دشمناں کے لئے
میری ایسی بھی ہے ایک رُوداد غم ، دل کے پردے پہ ہے خون سے جو رقم
دل میں وہ بھی ہے اِک گوشہ محترم ، وقف ہے جو غم دوستاں کے لئے
یاد آئی جب ان کی گھٹا کی طرح ، ذکر ان کا چلا نم ہوا کی طرح
بجلیاں دل پہ کڑکیں بلا کی طرح ، رُت بنی خوب آہ و فغاں کے لئے
پھر اُفق تا اُفق ایک قوس قزح ، اُن کے پیکر کا آئینہ بن کر سجی
اک حسیں یاد لے جیسے انگڑائیاں عالم خواب میں خفتگاں کے لئے
ہر تصور سے تصویر اُبھرنے لگی ، نام بن کر زباں پر اُترنے لگی
ذکر اِتنا حسیں تھا کہ ہر لفظ نے فرط الفت سے بوسے زباں کے لئے
اُن کی چاہت میرا مدعا بن گیا، میرا پیار اُن کی خاطر دُعا بن گیا
بالیقیں اُن کا ساتھی خدا بن گیا ، وہ بنائے گئے آسماں کے لئے
حبس کیسا ہے میرے وطن میں جہاں ، پا بہ زنجیر ہیں ساری آزادیاں
ہے فقط ایک رستہ جو آزاد ہے ، یورش سیل اشک رواں کے لئے
ایسے طائر بھی ہیں جو کہ خود اپنے ہی آشیانے کے تنکوں میں محصور ہیں
اُن کی بگڑی بنا میرے مشکل کشا ، چارہ کر کچھ غم بیکساں کے لئے
بن کے تسکیں خود اُن کے پہلو میں آ ، لاڈ کر ، دے اُنھیں لوریاں ، دل بڑھا
دُور کر بد بلا یا بتا کتنے دن اور ہیں صبر کے امتحاں کے لئے؟

(کلام طاہر)